پیروی کوئی نکرے - اگر یہی غرض ہے تو بیشک آپ الزام سوم سے بری ہین - آپ اس غرض کا اظہار بذریعہ اشتہار کرین گے تو ہم آپکو اس الزام سوم سے بری کرینگے -

ثبوت الزام چہارم

اس الزام سے انکار تو چکڑالوی کی کمال درجہ کی جراءت و بہادری ہے حدیث نبوی کو وحی الٰہی اور خدا کی طرف سے منزل (اتاری گئی) ہونے سے خارج کر کے اسکے مطابق کسی مسئلہ مین حکم کرنے والے شخص کو بلا استثناء صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین و محدثین وغیرہ سلف صالحین اپنے صفحہ ۴۲ سطر ۸ امین کافر ظالم و فاسق کہدیا ہے - چنانچہ اصل عبارت آپ کی ص۳۰۴ مین نقل ہوئی ہے - اور یہ بات نہ آپ پر مخفی ہے نہ کسی اور اہل علم و اسلام پر مخفی کہ تمام صحابہ تمام تابعین محدثین تمام مجتہدین اور جملہ سلف صالحین حدیث نبوی کے مطابق ہر ایک مسئلہ مین جو بجز حدیث کہین نہ ملا ہو حکم کرتے چلے آئے ہین اس سے اسکے سوا اور کیا نتیجہ قطعی نکل سکتا ہے کہ وہ سب کے سب آپکے نزدیک کافر ظالم فاسق ہین - اور اگر اس حکم تکفیر سے صحابہ و تابعین سلف صالحین [illegible] نہین لائے بلکہ مجالس عام مین اسکے برخلاف انکو کافر کہتے ہین) مستثنیٰ ہین تو آپ اسکا اظہار بذریعہ تحریر و اشتہار کرین ہم بڑی خوشی سے اس الزام سے آپکو بری کرینگے - اور اعلان عام کرینگے - کہ آپنے حدیث پر عمل کرنیوالے صحابہ و تابعین سلف صالحین مجتہدین و محدثین کو کافر کہنے سے رجوع فرمایا ہے الزامات اربعہ کے بشہادت ثابت ہوجانے سے فتوے تکفیر کی تائید پوری ہوگئی اور اس تائید سے یہ بات ثبوت کو پہنچے کہ وہ فتوے تکفیر و تبدیلم جو چکڑالوی پر علماء وقت نے لگایا ہے - وہ اسپر اقبالی ڈگری ہونیکے علاوہ ایک واقعات ثابتہ کی شہادت پر مناسب اور منصفانہ حکم ہے والحمد -

خاتمہ مضمون

اس مضمون اقبالی ڈگری مین چکڑالوی کی ان عذرات کا جو دجوہات اور دلائل فتوے کے مقابلہ مین اسنے پیش کئے ہین - یا ان آیات قرآنی کا جو اپنے انکار کی تائید و ثبوت مین اسنے پیش کی ہین

جواب دینا کچھہ ضروری نہ تہا - کیونکہ فتوے دینے والے اپنے فتوے مین اُن دلائل کو جن کے حکم سے وہ فتوے دیتے ہین پیش نظر رکھتے ہین - اور اس شخص کے (جسکے حقمین فتوے دیا جاتا ہے) عذرات واہیئہ و جوہات باطلہ کو ہرگز نہین سنتے جیسا کہ حاکم مجسٹریٹ و سیشن جج بدمعاش مجرم و ملزم پر اپنے قانون کی ہدایت و شہادت سے حکم سزا قید یا پہانسی لگادیتے ہین - اور وہ ملزم کی بکواس ہرگز نہین سنتے وہ بولتا و بکتا بلکہ گالیان دیتا ہی رہتا ہے کہ حاکم اسکو پہانسی یا قید کا حکم سنا دیتے ہین - کیونکہ فتوے و حکم حاکم کوئی بحث و مناظرہ نہین ہوتا - کہ اسمین جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ جاری رہے - بلکہ وہ ایک فیصلہ ہوتا ہے جسکا اجرا مفتی و حاکم کے وقت اختیار مین ہوتا ہے لہذا ہم پر کوئی حق لازم نہ تہا کہ ہم ان عذرات کا جواب دیتے یا آیات قرآن سے چکڑالوی کے استدلالات کو رد کرتے - تاہم اس خاتمہ مین دو غرض سے ہم ان عذرات کا جواب و استدلالات کا رد قلم مین لاتے ہین - اول یہ کہ جو اہل اسلام حدیث نبوی کو واجب الاتباع جانتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چکڑالوی کی طرح مذکوری تحصیل یا چٹھی رسان ڈاکخانہ نہین جانتے - بلکہ آپکا منصب تشریع احکام حلال و حرام [illegible] یقین کرتے ہین وہ اس اعتقاد مین اور بہی پختہ ہوجائین - اور ملحدین اور منکرین حدیث کے دانت توڑنے کے لیے انکے ہاتھ مین اور بہی مضبوط ہتھیار آجا دین - غرض دوم یہ ہے کہ پیروان چکڑالوی جو ناواقف مگر خدا ترس ہین اور وہ دہوکہ مین آکر اسکے دام مین پہنس گئے ہین اور انکو چکڑالوی کی طرح ضد و عناد نہین ہے - وہ ہمارے جوابات کو پڑھکر واقف کار ہوکر راہ راست پر آجاوین اور چکڑالوی کے دام تزویر سے نجات پاوین ہمارے اس جواب و خطاب مین چکڑالوی اور اُسکے ضدی پیرو ہرگز مخاطب نہین ہین - اور نہ ہم انکو لائق خطاب جانتے ہین - یہ بات ہم رسالہ نمبر ۷ جلد ۱۹ کے صفحہ ۲۰۲ مین بہی کہہ چکے ہین اور چکڑالوی اور اُسکے غالی و ضدی اتباع کو اپنے خطاب سے علیحدہ کرچکے ہین وہ لوگ ہمارے خیال مین (و اللہ حسیبہم) معاند ہین (ضد سے عمداً حق کا خلاف کرنے والے) اور آیت وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلماً و علواً

۳۴

کے مصداق ہین، ہمارے جواب کو دیکھکر انکی دال نہ ٹپک پڑے اور وہ جواب الجواب کی
تکلیف نہ اٹھاوین۔

فاقول ومن اللہ التوفیق وبہ الثقہ وھو خیر رفیق

امر اول سے انکار کی وجہ کے ثبوت مین اُسنے چند آیات معترضہ کیطرح پیش کی ہین۔ از انجملہ پہلی
اور دوسری اور آٹھوین آیت کا یہ مضمون ہے۔ کہ قرآن کی مثل نبانے پر کوئی قادر نہوگا۔ اس
سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ وحی الٰہی وہی ہوتی ہے۔ جسکی مثل بنائی نہ جاسکے اور کہا
ہے کہ چونکہ حدیث کی مثل لاکھون حدیثین وضعی بن چکی ہین۔ اسلئے وہ وحی الٰہی نہین ہے۔

الجواب

چکڑالوی نے اس نتیجہ نکالنے مین صریح جھوٹ بولا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکہ دیا ہے۔ ان
آیات مین تو خاصکر قرآن مجید کی نسبت یہ دعوے کیا گیا ہے۔ کہ اسکی مثل و نظیر بنائی نہین جاسکتی
مطلق اور عام وحی الٰہی کی نسبت یہ دعوے نہین ہے تاکہ حدیث کو بھی شامل ہو اور نہ ہی اہل اسلام
[illegible] سا دین الفاظ
حدیث آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ ہین (جو کلام بشر ہے) وحی خفی صرف انکے
معانی کی ہوتی ہے۔ اہل اسلام جو حدیث کو وحی غیر متلو کہتے ہین تو اُسکی ایک وجہ یہی ہے
کہ اُنکے اعتقاد مین جبرائیل امین الفاظ حدیث خدا تعالیٰ کیطرف سے نہین لائے۔ اور وہ الفاظ
قرآن مجید کی مانند پڑہکر نہین سنائے گئے۔ مضامین حدیث خدا تعالیٰ کی طرف سے ہین جو بواسطہ
وحی خفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچے ہین انکے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ ہین دوسری
وجہ یہی کہ الفاظ حدیث کی قرآن مجید کی مانند تلاوت مقصود و مطلب شارع نہین۔ اور اُسکے حرف حرف پر
دس دس نیکیون کی اجر کا وعدہ نہین دیا گیا۔ جو تلاوت قرآن کے حرف حرف پر دیا گیا ہے
پس جبکہ اہل اسلام کے اعتقاد مین الفاظ حدیث خدا تعالیٰ کیطرف سے نہین۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے الفاظ ہین۔ تو پھر اگر الفاظ حدیث کی مانند کسی نے الفاظ بنالئے

تو کیا ہوا معانی احادیث نبویہ (جو جوامع الکلم ہین اور مخزن اسرار و حِکم) تو ایسی ہی مثل ہین کہ کوئی بشر انسانی طاقت سے اسکے مثل بنا کر پیش کرنے پر قادر نہین جو حکمتین اور اسرار معنوی احادیث صحیحہ نبویہ مین پائی جاتی ہین انکی نظیر و مثل موضوع حدیثون مین یا اور کلام بشر مین چکڑالوی یا کوئی اور بتلاوے تو جو انعام چاہے پاوے۔

اور اگر تحقیق حق پوچھو اور تہہ کی بات سننا چاہو تو قرآن مجید کی مثل بنانے پر کسی بشر کے قادر نہونے کی بڑی بھاری وجہ قرآن مجید کی یہی حکمتین و اسرار معنوئی ہین۔ مجرد الفاظ عربی کی تک بندی تو مسیلمہ کذاب نے بھی کر دکھائی تھی۔ جسکی زٹلیات مشہور ہین الفیل ما الفیل لہ خرطوم وذنب طویل۔ والزارعات زرعًا والطاحنات طحنًا فالخابزات خبزًا۔ والنساء ذات الفروج الخ۔ الم تر الی الحبلی الخ وغیرہ یہ زٹلیات اسی وجہ سے مثل قرآن تسلیم نہین ہوئے کہ وہ حکم اسرار معنوی سے عاری ہین اور اس واہی شعر کے مشابہ ہین جنمین عبث باتین بیان ہوئی ہین ؎ وندانت جملہ در دہا نند۔ چشمانِ تو زیر ابروان نند۔ اس [illegible] بھی اسی قسم سے ہے۔ اور علاوہ بران اسکے الفاظ بھی غریب قلیل الاستعمال کریہ اور محاورے وصلی غلط اور اشعار قواعد عروض کے مخالف ہین اسیوجہ سے علماء وقت اس عربی کو توجہ کی نگاہ سے نہین دیکھتے۔ بلکہ لاشئے محض اور کان لم یکن سمجھتے ہین اور جب یہ زٹلیات حکم و اسرار سے خالی ہونے کی وجہ سے مثل قرآن نہین سمجھی گئی۔ تو موضوع حدیثین الباذنجان لما اکل لہٗ یعنے بیگن جس غرض کے واسطے کھائین اسی غرض کو مفید ہوتے ہین۔ و امثال ذلک کیونکر احادیث صحیحہ نبویہ کی مثل متصور و مسلم ہونگی۔ اور ان زٹلیات سے کیونکر ثابت ہوگا کہ حدیث نبوی وحی الٰہی نہین ہے۔

ازان جملہ تیسری۔ چوتھی۔ پانچوین اور چھٹی۔ آیت کا یہ مضمون ہے کہ قرآن

۵؎ اشاعۃ السنہ ۱۵۔ جلد کا صفحہ چار آخری نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔ پیغام تفسیر کبیر صفحہ ۶۳ جلد ۵ صفحہ ۔ جلد ۴ صفحہ ۳۹۹۔

۶؎ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا رسالہ الہامات مرزا صفحہ ۷۶ لغایت ۸۰ ملاحظہ ہو۔

مجید خدا کی طرف سے وحی ہے۔ جسکے پہنچانے اور اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور تھے۔ اِن آیات سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حدیث نبوی وحی نہیں ہے۔

الجواب

یہ نتیجہ صرف چکڑالوی کی دروغ گوئی اور دہوکہ دہی کا نتیجہ ہے۔ بے شک اِن آیات میں قرآن کو وحی کہا گیا ہے۔ اور اِس قرآن پہچانے اور اُس کے ذریعہ ڈرانے کا حکم ہوا ہے۔ مگر اِن میں یہ حکم یا ارشاد نہیں ہوا کہ بجز قرآن آنحضرت صلعم پر اور وحی نہیں ہوئی۔ اور نہ یہ ارشاد ہے کہ بجز قرآن اور وحی سے آپ اِنذار و ابلاغ کے مامور نہیں۔ اِن آیات میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو وحی کو قرآن میں محصور کرے۔ اور حدیث کے وحی ہونے کی نفی کرے۔

بلکہ آیت پنجم۔ اِنَّمَا اُنۡذِرُکُمۡ بِالۡوَحۡیِ تو بالفاظہا حدیث کو شامل ہے۔ کیونکہ حدیث بھی تمام اہل اسلام کے نزدیک وحی خفی ہے نہ غیر وحی۔ اہل اسلام کی بات چکڑالوی نہ مانے وہ اپنی کلام و تفسیر کی طرف رجوع کرے۔ اس میں اس نے صاف اقرار و تسلیم کیا ہے کہ حدیث صحیح نبوی بھی وحی الہی ہے۔ چنانچہ اصل عبارت تفسیر چکڑالوی عنقریب صفحہ ۳۳ میں منقول ہوگی۔ پھر اس مقام میں چکڑالوی کا حدیث نبوی کو وحی الہی سے خارج کرنا دروغگوئی اور دہوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

از انجملہ ساتویں آیت کا مضمون یہ ہے۔ کہ جو شخص خدا کی طرف سے منزل (نازل شدہ) چیز کے مطابق حکم نہ کرے۔ وہ کافر۔ ظالم۔ فاسق ہے۔ اس آیت سے چکڑالوی نے دین دُنیا کی شرم اٹھا کر یہ نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ حدیث خدا کی طرف سے نازل شدہ نہیں۔

الجواب

یہ بھی چکڑالوی کی دروغگوئی اور دہوکہ دہی کا نتیجہ ہے۔ اِس آیت میں تو صریح

36

یہ لفظ موجود ہے۔ کہ حدیث خدا نے نہیں اُتاری۔ نہ اس مضمون کا کوئی اور لفظ یا اشارہ ہے۔ چکڑالوی کتاب اللہ قرآن سے ہنسی کر رہا ہے۔ اور دین سے کھیل رہا ہے کہ جن چیزوں کا قرآن میں نام و نشان ذکر و اشارہ بھی نہیں۔ قرآن سے اُنکے ثبوت کا مدعی ہے۔ جیسے ڈاڑھی مونڈوانے والے بھنگ پینے والے فقیر آیت کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے ڈاڑھی مونڈوانا اور کلا صاف کرانا۔ اور آیت مُطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ سے بھنگ کھوٹنے کا گُتکا ثابت کرتے ہیں۔ ان ہی کا بھائی ایک پنجابی مردہ شو ملا تھا وہ مردہ کو غسل دے چکا تو بولا پیاز لاؤ اسکے منہ میں ڈالا جائے گا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو بولا کیا تمنے التحیات میں والصلوات نہیں پڑھا۔ وہاں یہی حکم ہے کہ **وسل** (جو پنجابی میں پیاز کو کہتے ہیں) **وات** (جو پنجابی میں مُنہ کو کہتے ہیں) میں ڈالو۔

ان جہلا میں اور چکڑالوی میں فرق ہے تو صرف یہی ہے۔ کہ وہ لوگ قرآن کے عربی الفاظ کو پنجابی بنا کر اس سے اپنا مدعا نکالتے ہیں۔ چکڑالوی اس امر کی پروا نہیں کرتا کہ میرے لفظ کا ہم آواز لفظ [illegible] پنجابی [illegible] لفظ [illegible] مفہوم ہی قرآن [illegible] موجود ہو۔ [illegible] چکڑالوی تونے اُن جاہلوں کے بھی کان کاٹے۔

اسکے پیرو بھی ایسے عقل کے اندھے ہیں کہ وہ اُس سے اتنا نہیں پوچھتے کہ اس آیت میں وہ لفظ یا اُسکے معنے کہاں ہیں جس سے تم نکالتے ہو کہ حدیث خدا کیطرف نازل شدہ نہیں ہے۔ طرفہ یہ کہ وہ اپنی سابق کلام تفسیر میں صاف بیان کر چکا ہے۔ کہ حدیث خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے اور ما انزل اللہ میں داخل ہے۔ اس کی تفسیر کی اصل عبارت صفحہ ۳۳۲ میں منقول ہو گی انشاء اللہ۔

امر دوم سے انکار کے ثبوت میں چکڑالوی نے گیارہ آیات قرآن پیش کی ہیں جن میں صرف یہ مضمون ہے کہ قرآن تفصیل و مفصل ہے۔ پھر اس سے یہ احمقانہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ پھر تفصیل احکام قرآن کے لئے حدیث یا وحی خفی کی کیا ضرورت ہے

الجواب

یہ نتیجہ بھی چکڑالوی کی دروغگوئی دہوکہ دہی اور اس سے علاوہ پرلے سرے کی بے شرمی کا نتیجہ ہے یہی دعوے (جو اُس نتیجہ میں ہے) اس نے اپنے اشتہار تائید القرآن میں کہا تھا اسی دعوے کے متعلق اس سے مباحثہ میں پہلا سوال ہوا تھا (جو صفحہ ۳۲۶ نمبر ۵ جلد ۱۹ میں منقول ہے) کہ قرآن شریف میں تمام احکام شرعیہ کی مفصل و مشرح ہونے سے کیا مراد ہے۔ اس سوال کے جواب میں چکڑالوی نے مباحثہ میں کسی مطلب و مراد کا اظہار نہ کیا اور اسی دعوے کا اعادہ کردیا (جو اسی نمبر کے صفحہ ۱۴۲ میں منقول ہے) تو پھر مجبوری ہمنے دوبارہ وہی سوال اس تشریح کے ساتھ پیش کیا (جو اس نمبر کے صفحہ ۱۴۹ میں منقول ہے) کہ اگر احکام اسلام کی تشریح وتفصیل قرآن میں موجود ہے۔ تو آپ زیادہ تکلیف نہ اٹھاوین صرف یہ بیان کردیں کہ نماز کی کیفیت و ترتیب ارکان و اذکار کہ پہلے تکبیر ہو پھر ثنا پھر سورت فاتحہ پھر رکوع پھر قومہ اور سمع اللہ لمن حمدہ پھر سجود الخ اور زکوۃ کی مقدار نصاب بتادین اس کا جواب نہ اُس نے رسالہ اشاعۃ القرآن میں دیا اور نہ رسالہ نماز جدید میں (جسکو وہ شائع کرچکا ہے) کچھ دیا۔ اور بجائے تمثیل تفصیل پھر اسی دعوے کا اعادہ کیا اور اس کی تائید میں ان ہی آیات کو انہیں چند آیات اسی مضمون کی اور ملاکر پیش کردیا۔ اور ان سے وہی نتیجہ جس کا پہلے رو۔ اسکو دعوے تہا نکالکر پارہ اس رسالہ میں درج کیا۔ یہ کمال درجہ کی بے شرمی و بے غیرتی نہیں تو دنیا میں بے شرمی کس کا نام ہے۔ اور بے غیرتی کس کو کہتے ہیں۔ چکڑالوی پر تو کوئی افسوس نہیں۔ جو نیا مذہب اُس نے ایجاد کیا ہے اس کو یہی لازم ہے۔ مگر افسوس ان لوگو نپر ہے۔ جو اہلحدیث کہلا کر اُسکے پیرو ہو گئے ہیں۔ وہ اس سے اتنا ہی نہیں پوچھتے کہ قرآن میں احکام اسلام نماز روزہ مفصل و مشرح طور پر موجود ہیں تو اُن کی شرح و تفصیل قرآن سے نکالکر کیوں نہیں بتاتا۔ اور اس کو شائع کیوں نہیں کرتا۔ تو نے رسالہ نماز جو شائع کیا ہے۔ اِس میں ایک لفظ ایک رکن کا قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں کیا صرف یہ آرڈر و حکم (بلاوکیل جاری کردیا ہے۔ کہ مثلاً بجائے اللہ اکبر (جو مسلمان آنحضرت صلعم کے حکم سے پڑہتے ہیں۔ تم وان اللہ ھو العلی الکبیر پڑہا کرو۔ اور رکوع و

سجودمیں بجاے تسبیحات قرآن پڑہا کرو۔ وعلےٰ ہذا القیاس۔ اِن دونون دو پیروان چکڑالوی کو مینے خود اپنے پاس لاہور میں بلاکر کہا کہ جو نماز چکڑالوی نے آنحضرت صلعم کی سکہائی ہوئی نماز کے مقابلہ میں ازخود گہڑ کر شائع کی ہے۔ اسکے اذکار و ارکان سے کسی ایک کا حکم بہی اُس نے قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں کیا۔ وہ بولے کہ اسکے ثبوت میں وہ ایک طولانی رسالہ نماز شائع کرنیکو تیار ہے۔ مین نے کہا جس رسالہ طولانی کا تمکو وعدہ دیتا ہے۔ وہ خدا جانے کب شائع کریگا۔ تم اُس سے ایک ذکر یا رکن نماز کے حکم کا ثبوت قرآن سے لیکر آج ہی مجہے سناؤ وہ وعدہ کرکے چلے گئے اور اِبتک اُن میں کوئی جواب لیکر واپس نہیں آیا۔ تیسرے ایک شخص (چکڑالوی شاگرد طالب علم) کو میرے دوست حکیم احمد علیخان زبدۃ الحکماء لاہور میرے پاس لاے۔ اوس سے بہی یہی سوال کیا گیا کہ قرآن مجید کا مفصل و تفصیل ہونا اہل اسلام کے نزدیک اِن ہی معنے سے ہے۔ کہ بعض احکام کی تفصیل تو قرآن مجید میں ہوچکی ہے۔ اور بعض کی تفصیل حدیث شریف میں ہے۔ اور کہا گیا کہ جو شخص قرآن کے مفصل ہونے کی یہ معنے تسلیم نہ کرے۔ وہ جملہ احکام کی تفصیل قرآن ہی [illegible] قرآن چہوڑنا پڑیگا۔ اور وہ قرآن کو جہوٹا سمجھکر اپنے اسلام سے مرتد ہوجائیگا۔ میرے اس قول کی تصدیق اُس طالب شاگرد چکڑالوی نے اسی وقت اسی مجلس میں کردی اور صاف یہ بات کہدی کہ اگر اذکار نماز کی تفصیل اور حکم کہ فلان ذکر فلاں محل میں چاہئے فلان ذکر فلاں محل میں قرآن مجید سے نہ نکلا جسکا وعدہ ہمکو چکڑالوی دے رہا ہے۔ اور طولانی رسالہ نماز میں وہ یہ وعدہ پورا نہ کرے گا۔ تو ہم نماز پڑہنا چہوڑ دینگے اور بجاے نماز صرف دعا کیا کرینگے۔ مینے کہا کہ بس یہی قرآن کو چہوڑنا ہے اور اسی کا نام مرتد ہونا ہے۔ اور یہی چکڑالوی کے مذہب ایجادی کا انجام اور علت غائی ہے۔

قرآن کی مفصل و شرح ہونے کے معنے جو ہمنے بیان کئے ہیں۔ اسپر عام مسلمانون کا اتفاق ہے۔ اسلام کے حق ماننے والے۔ اور قرآن کو سچا جاننے والے ان معنے پر ایمان و یقین رکہیں

۴ اور یہ بھی کہا گیا

اور اوسکی وجہ ثبوت سے سنیں۔ آسمانی کتابیں انسانی محاورہ کے مطابق نازل ہوئی ہیں توریت کو بھی قرآن

ثم اتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء وھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یومنون

مجید میں تفصیل کہا گیا ہے۔ وہ بھی اسی معنے سے صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ جو تفصیل توریت کی حضرت موسیٰ اور دیگر انبیائ کی وہ توریت ہی کی تفصیل ہے۔ اور یہ عام قاعدہ انسانی ہے جو ہر ملک و ہر زبان میں رائج ہے۔ کہ جو شخص کسی کا خط یا کوئی حکم یا پیغام دوسروں کو پہنچاتا ہے۔ اور خط کا راقم یا حاکم حکم یا پیغام دہندہ اس خط اور حکم اور پیغام میں اپنے فرستادہ کو اپنا معتمد وخلیفہ ومختار لکھدیتا ہے اسکو کل اختیار ہوتا ہے کہ وہ حسب مرضی فرستندہ اور اُس کی اجازت سے جو چاہے اس خط اور حکم اور پیغام کی تشریح وتوضیح کرے وہ تشریح وتوضیح اس خط وحکم وپیغام کی تفصیل متصور ہوتی ہے۔ لہذا اس تشریح وتوضیح کی نظر سے راقم خط وحاکم حکم وفرستندہ پیغام اپنے خط وحکم وپیغام کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمنے سب کچھ لکھدیا ہے۔ اور اس کہنے میں وہ جھوٹا نہیں ہوتا۔ خدا تعالے کا قرآن کو یا توریت کو مفصل وتفصیل کہنا بھی اس معنے اور اسی محاورہ کے مطابق ہے کہ جو تفصیل ہمارے رسولوں نے کی وہ ہماری تفصیل ہے اور وہ ہمنے خود کی ہے۔

لفظ کلشیء جو آیت تفصیل کل شی اور تبیانا لکل شیء میں وارد ہے وہ بھی اسی انسانی محاورہ کے مطابق بولا گیا ہے انسان منعم عموماً بولتے ہیں کہ ہمکو خدا نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ جس سے ان کی مراد اکثر چیزیں ہوتی ہیں نہ تمام جہان کی ساری چیزیں۔ اور اکثر کو کل کہنا تمام انسانوں میں مروج ومعمول ہے جسکی وجہ یہ قاعدہ کلیہ للاکثر حکم الکل عربی میں بطور مثل مشہور ہے حالانکہ بعض چیزیں ایسی بھی دنیا میں ہوتی ہیں کہ اُنکے پاس نہیں ہوتیں۔ اور بایں ہمہ وہ اس قول میں جھوٹے نہیں سمجھے جاتے۔ اسی محاورہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کہا تھا وَ اُوتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یعنے ہمکو خدا کی طرف سے سب کچھ دیا گیا ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ نے سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں نقل فرمایا ہے۔ اور نبی کا قول کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔ حالانکہ اُسوقت تک تخت بلقیس اور ملک بلقیس اُنکے ہاتھ میں نہ آیا تھا۔ اور اسی محاورہ سے بلقیس کے حق میں ہدہد نے کہا تھا وَ اُوتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ

یعنے بلقیس کو سب کچھ دیا گیا ہے جسکو خدا تعالےٰ نے اسی رکوع میں نقل کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کسی کی جھوٹی بات کو بغیر ردّ و انکار نقل کرنے سے پاک ہے۔ حالانکہ حضرت سلیمان کا ملک و تخت بلقیس کے پاس نہ تھا۔ اسی محاورہ کے مطابق قرآن کو ہر چیز کی تفصیل و بیان کہا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ اکثر حصّہ دین کی تفصیل قرآن میں ہو چکی ہے۔ لہٰذا اُس حصہ تفصیل کی نظر سے قرآن کو تفصیلَ کُلِّ شَیْءٍ کہنا صحیح ہو گیا۔ گو بعض احکام کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ اور وہ صرف حدیث نبوی میں پائی جاتی ہے۔ وہ تفصیل موجودہ حدیث بھی اسوجہ سے کہ آنحضرت خدا تعالےٰ کے نائب و خلیفہ ہیں۔ اور جو تفصیل احکام قرآن آپنے کی ہے وہ خدا تعالےٰ کی وحی و اجازت سے کی اور آپکے ساختہ پرداختہ کو خدا تعالےٰ نے اپنا ساختہ پرداختہ قرار دیا ہے۔ قرآن ہی میں داخل کہلاتی ہے۔ یہ **دوسری وجہ** پیدا ہو گئی جس کی نظر سے قرآن کو ہر چیز کی تفصیل کہنا صحیح ہو گیا۔

علماء اہل اسلام جانتے اور مانتے ہیں کہ قرآن کی علوم و تعلیمات کے پانچ حصہ ہیں[۵]۔ اول حصہ علم توحید و صفات باری تعالیٰ [illegible] دوسرا حصہ وعدہ وعید کہ جنت میں مومنوں کو نعمتیں ملینگی اور کافروں کو دوزخ میں یہ دکھ پہنچینگے **تیسرا حصّہ** قصص و اخبار سابقہ و آئندہ کہ فرعون سے یہ ہوا اور قیامت سے پہلے پہلے یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ **چوتھا حصّہ** امثال کہ کافروں مشرکوں کی مثال ایسی ہے۔ مومنوں کی ایسی۔ **پانچواں حصہ** احکام۔ کہ نماز پڑھو۔ اور زنا مت کرو و علے ہذا القیاس۔ ان علوم و تعلیمات کے **پہلے چاروں** حصوں کی تفصیل تو **خود** قرآن مجید میں ہو چکی ہے۔ حدیث میں اُن کی تفصیل ہوئی ہے تو وہ محض توضیح ہے۔ نہ ایسی تشریح کہ اگر وہ نہ ہوتی تو مطالب و مقاصد قرآن کسیکی سمجھ میں نہ آتے۔ **رہا حصہ پنجم**۔ اسمیں سے بھی جو **عام اخلاق** نیک و بد کے متعلق احکام ہیں مثلاً عدل و رحم اور احسان کرو اور بے حیائی۔ زنا۔ بغاوت سے بچو۔ سو انکی تفصیل بھی خود **قرآن** میں ہو چکی ہے۔ **ہاں بعض خاص اسلامی اصطلاح کے احکام** مثلاً

---

۵ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ملاحظہ ہو۔

نماز پڑہو اور زکوٰۃ دو"۔ سو اس قسم کے احکام کی تفصیل و تشریح قرآن مجید میں نہیں ہے - یہ تشریح خدا تعالےٰ کے خلیفہ و نائب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے - اگر آنحضرت صلعم بیان نہ فرماتے کہ نماز یوں پڑہو اور اُسکے اذکار و ارکان یہ ہیں - اور زکوٰۃ اس مقدار نصاب پر واجب ہے اور وہ نقدی میں اس قدر ہے - اور حیوانات بکریوں - گائے - اونٹ میں اس قدر ہے تو ہم ان احکام کو نہ سمجھتے اور نہ عمل میں لا سکتے - لہذا قرآن کا مفصل اور تفصیل ہونا اس انسانی محاورہ کے رو سے جو اوپر بیان ہوا ہے - ان چاروں حصہ علوم قرآن اور اکثر حصہ احکام عام کی نظر سے بہی صحیح ہوا - اور بعض حصہ احکام اصطلاحی کو حدیث کی تفصیل و تشریح کی نظر سے بہی صحیح ہوا۔

قرآن کے مفصل ہونے کی نسبت جو یہ اعتقاد علمار اسلام نے بیان کیا ہے اس کی تصدیقہ عبارات مفسرین صفحہ ۲۲۳ وغیرہ میں منقول ہونگی - ہمارے اِس بیان کو پڑہکر امید ہے - چکڑالوی کے دوام اعتقاد و معتقدات کی [illegible] آجائینگے - اور [illegible] اسکے دام تزویر سے بچ جائینگے - انشا اللہ تعالےٰ چکڑالوی نے امر پنجم کے ضمن میں بجواب آیت نمبر ۱۳ دست آویز فتوائے جسپر غلطی سے نمبر ۱۴ لکہا گیا ہی) اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۷ میں کہا ہے کہ رسول خدا تعالےٰ کا ایسا وکیل نہیں ہوتا جس کا ساختہ پرداختہ خدا کو منظور ہو - اور اسپر آیت فَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ سے تمسک کیا ہے - اس کا جواب دندان شکن اُسی موقعہ پر دیا جائیگا انشا اللہ تعالےٰ۔

امر سوم سے انکار کی وجہ ثبوت چکڑالوی نے وہی آیات تَفْصِيْلُ كُلِّ شَيْءٍ وَتِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ - اور تین اَور آیتیں جن میں ارشاد ہے کہ قرآن میں فروگذاشت نہیں ہوئی - اور وہ کافی کتاب ہے اور وہ ہر مثال پر مشتمل ہے پیش کی - اور اُنسے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن ایسا ہے تو پہر حدیث کی کیا حاجت ہے -

الجواب

اسکا جواب بہی وہی ہے جو نتیجہ آیات وجہ انکار امر دوم کا یہی جواب دیا گیا ہے کہ بے شک قرآن

مفصل بیان ہے مگر اُسے معنے سے بیان ہوئے بیشک قرآن میں فروگذاشت نہیں ہوئی - اور وہ کافی ہے - مگر اُسی وجہ سے کہ اس کی کچھ تفصیل اس کی شرح حدیث میں پائی جاتی ہے - اور قرآن مجید کے ہر مثال پر مشتمل ہونے کو تو محل بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے - قرآن کا حصہ امثال کو خود شرح کرنا تو ہم خود بیان کر آئے ہیں -

امر چہارم کے متعلق جو چکڑالوی نے اعتقاد اہلحدیث میں از خود جھوٹ ملا دیا ہے اُسکے انکار سے تو اسپر کوئی الزام قائم نہیں کیا گیا اور جو اصل اعتقاد اہلحدیث اور تمام اہل سلام کا ہے - کہ قرار داد صحابہ و تابعین و سلف صالحین سبیل المؤمنین ہے جس کا وجوب اتباع بوعید آیت وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ سے نکلتا ہے اس سے انکار کی کوئی وجہ بیان نہیں کی - صرف آیت وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ کا یہ جواب دیا ہے کہ المومنین میں الف - لام حرفی استغراقی صفاتی ہے (دیکھو مختصر معانی و مطول وغیرہ) لہذا المؤمنین کے معنے ہیں ایسے مومنین جو نہایت اعلےٰ درجہ کے ہوں اور وہ صرف رسول ہی ہیں

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے سفید جھوٹ سے کام لیا ہے - اس الف لام کو حرفی استغراقی صفاتی نہ مختصر معانی میں کہا ہے نہ مطول میں نہ کسی اور علم کی کسی کتاب میں اور نہ مختصر معانی یا مطول یا کسی کتاب میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اس آیت میں مومنین سے نبی رسول مراد ہیں - چکڑالوی کو کچھ شرم و حیا ہے تو مطول یا مختصر معانی یا کسی اور کتاب کی عبارت نقل کرے جسمیں الف لام کو حرفی - صفاتی استغراقی کہکر یہ مسئلہ بتایا گیا ہو - چکڑالوی خود بے علم ہے - اسکے پیروان سے ایک بھی اہل علم نہیں ہے وہ ان جاہلوں کو کتابوں کے نام سنا کے دام میں لاتا ہے - اور جھوٹی باتیں کہکر انکو اپنا مرید بناتا ہے - مطول اور مختصر تو اس نے کبھی آنکھ سے بھی دیکھی نہ ہوگی - وہ کسی اور ہی کتاب سے یہ مسئلہ نکال لایا ہے -

ہاں کتب اصول فقہ (تلویح و توضیح) وغیرہ میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے - المطلق اذا اطلق

(دیبد منه الفرد الکامل یعنے کوئی مطلق رہے قید) لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے فرد کامل مراد ہوتا ہے۔ مگر اس کامل سے مراد اکمل و افضل نہیں ہے۔ بلکہ کامل سے وہ فرد مراد ہے جسپر مطلق بغیر کمی کے صادق آدمی جیسے پانی کا لفظ ہے کہ وہ آب زمزم۔ اور آب دریا اور آب تالاب اور حلقہ کے پانی پر باوجود تفاوت مراتب ان چیزوں کے برابر صادق آتا ہے۔ اور پانی کا فرد ناقص وہی ہے جسپر لفظ پانی بلا قید صادق نہیں آتا جیسے کھجور کا پانی۔ یا انگور کا پانی چکڑالوی بے علم اور اسکے اتباع جہلا ان باتوں کو نہیں سمجھینگے۔ لہذا ہم زیادہ تفصیل نہیں کرتے۔ اس قاعدہ اصول فقہ کے روسے بھی لفظ المؤمنین آیت مذکورہ مین ہر ایک مومن پر افضل المؤمنین ہو (جیسے انبیاء علیہم السلام) یا مفضول جیسے عام مومن ہیں صادق آتا ہے۔ اور جو امر جملہ اہل اسلام میں خواص ہوں خواہ عام بالاتفاق مسلم چلا آیا ہے۔ جیسے حدیث نبوی کو ماننا اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت کو فرض جاننا۔ وہ سبیل المؤمنین ہے جسکے پیروی کا اس آیت میں حکم ہے۔

امر پنجم [illegible] کی بلکہ اُن آیات کا جنکو فتوے میں آنحضرت صلعم کے وجوب اتباع اور آنحضرت کے منصب تشریع و تحکیم کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے جواب دیا ہے۔ لہذا چکڑالوی کیطرف ان آیات کا جواب نقل کر کے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس مدعا کے ثبوت کے لئے فتوے میں پہلی وہ آیت پیش ہوئی ہے۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے کہ آپ مومنوں پر خدا کی کتاب پڑھتے اور اُن کو اُس کے معانی سکھاتے ہیں۔

اسکے جواب میں چکڑالوی نے یہ کہا ہے۔ کہ آنحضرت کا کتاب سکھانا یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ آپ الفاظ قرآن) لوگوں کو پڑھاتے اور سکھاتے اور بار بار کہلا کر یاد کراتے جیسے اُستاد شاگردوں کو پڑھاتے ہیں۔ اِس جواب میں چکڑالوی نے آنحضرت صلعم منصب تشریح معانی و تفصیل احکام قرآنی کو (جو اس قرآن میں مذکور نہیں اور وہ صرف آپ ہی کے سینہ منور سے اور عمل مبارک سے امت کو پہنچی ہیں۔ کہ نماز سے یہ مراد ہے اور زکوۃ سے یہ مراد) مٹا دیا ہے اور آنحضرت کو صرف ایک مسجد کا

ملا اور مکتب کا میاں جی بنایا ہے۔

الجواب

اے انصاف کے دشمن اور حق کے معاند اگر آنحضرت صلعم کے اصحاب جنکو آپنے قرآن سکھایا ہے۔ چکرالہ یا میانوالی کے رہنے والے پنجابی اور بلاد کے عجمی ہوتے۔ اور قرآن اُن کی زبان میں نازل نہ ہوتا۔ تو آنحضرت صلعم اُنکو قرآن کے ہجے کرا کے یاد کراتے اور یہ امر کسی تاریخی روایت میں (حدیث کو تو مانتا ہی نہیں اس لئے تواریخ کا ذکر ہوا ہے) ذکر ہوتا۔ تو تیری اس من گھڑت کو کوئی نادان مان بھی لیتا۔ قرآن تو اصحاب کی زبان تھی پھر اُن کو میاں جی کیطرح آپکا قرآن یاد کرانا کب صحیح ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی تو غور و حیا کو کام میں لا کر سوچ۔ کہ یہ لفظ یعلم و تعلیم قرآن میں صدہا جگہ وارد ہے کہیں بھی اسکے معنے ملانوں کی سی تعلیم کے ہیں آیت اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ اور آیت عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور آیت عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور آیت عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں خدا تعالے نے اس تعلیم کو اپنی طرف منسوب کیا ہے کیا خدا تعالے نے بھی کسی انسان یا حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت یوسف یا آنحضرت صلعم کو اسطرح کچھ یاد کرایا ہے۔ اور خدا تعالے بھی کسی مسجد کا اور کسی مکتب کا میاں جی ہے۔ رسول اللہ صلعم کی جناب میں گستاخی کرتے ہوئے تو تجھے شرم نہیں آتی (کیونکہ تو اُنکو نعوذ باللہ کوئی اچھی رسان سے بڑھکر نہیں سمجھتا) تو خدا تعالے سے تو شرم کر اور اُس کا رُتبہ تو اس قدر نہ گھٹا اور اُسکو مسجد کا ملا اور مکتب کا میانجی نہ بنا۔ آیت علمك مالم تكن تعلم کے معنے چکڑالوی نے خود اپنی تفسیر میں سکھانے کے کئے ہیں اور اُنھیں کی

دوسری آیت فتنے میں یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم پر خدا تعالے نے کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے۔ چکڑالوی نے اسکے جواب میں کہا ہے۔ کہ لفظ حکمت سے بھی اس آیت میں قرآن مراد ہے۔ کیونکہ دوسری آیت میں خدا تعالے نے وحی قرآن کو حکمت کہا ہے۔ ایک آیت میں حکمت کو متلو کہا ہے

* چکڑالوی نے ایک رسالہ نماز شایع کیا ہے۔ اسکی لوح پر اسکا نام یوں لکھا ہے صلواۃ القرآن ما علم الرحمن کیا یہاں بھی اسکی یہی مراد ہے کہ یہ نماز خدا تعالے اسکو آکر پڑھا گیا اور میاں جی کیطرح یاد کرا گیا ہے ؟۔ ۲* آیت ولنعلمہ من تاویل الاحادیث

[1] اصل عبارت تفسیر چکڑالوی ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ وغیرہ میں منقول ہوگی۔ قرآن مجید میں خدا کی تعلیم سات اشخاص کی نسبت بیان ہوئی ہے (۱) آدم۔ وعلم آدم الاسماء (۲) حضرت خضر علمناہ من لدنا علما (۳) حضرت یوسف وعلمتنی من تاویل الاحادیث (۴) حضرت داؤد علمناہ صنعۃ لبوس (۵) حضرت سلیمان علمنا منطق الطیر

ایک آیت میں قرآن کو متلو کہا ہے۔ اور حدیث کو اہلحدیث خود غیر متلو کہتے ہیں۔ لہذا حکمت سے حدیث مراد نہیں ہو سکتی۔ چکڑالوی نے یہ بھی دعوٰے کیا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں کہیں الحکمۃ۔ کا لفظ آیا ہے اُس سے کتاب اللہ ہی مراد ہے۔ اور جہان کتاب کے بعد حکمت کا لفظ آیا ہے وہاں ایک صفت کا دوسری صفت پر عطف ہے یعنے وہ تاکید ہے۔ تاسیس (نئی اور دوسری چیز کا بیان) نہیں ہے۔

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے دہوکہ دہی اور دروغگوئی کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور اس کمال میں مرزا قادیانی اور نیچری علیگڈہ کو بھی مات کر دیا ہے۔ یہ بات تو مسلم ہے کہ قرآن مجید بھی حکمت ہے۔ مگر یہ محض کذب و مغالطہ ہے کہ قرآن کے سوا اور وحی الٰہی جلی یا خفی حکمت نہیں ہے جن آیات سے چکڑالوی نے اس دعوٰے پر استدلال کیا ہے نہ اُس کا یہ ترجمہ یا مفہوم ہے۔ نہ قرآن کی کسی اور آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بجز قرآن اور کوئی وحی الٰہی حکمت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کی بہت سی آیات میں قرآن کے سوا دوسری وحی الٰہی کو بھی حکمت کہا گیا ہے۔

وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (سورہ ص رکوع ۲)	ایک آیت میں حضرت داؤدؑ پر وحی نازل شدہ کو حکمت کہا گیا ہے۔
وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ (سورہ لقمان رکوع ۲)	ایک آیت میں حضرت لقمان حکیم کی۔ (جو بالاتفاق

صحابہ و جمہور تابعین جنکے مخالف صرف ایک تابعی عکرمہ ہیں) نبی نہ تھے صرف دینی حکیم تھے) ان باتوں کو جو خدا تعالےٰ اُنکے دل میں ڈالتا تھا حکمت کہا گیا ہے۔ ایک اور آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ نسا رکوع ۷)	اولاد انبیا کی ان باتوں کو جو کتاب آسمانی کے علاوہ اُنکو ملی تہیں حکمت کہا گیا ہے۔
وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ (سورہ آل عمران رکوع ۸)	ایک اور آیت میں تمام انبیا کی اِن باتوں کو جو کتاب کے سوا انکو عطا ہوئی تہیں حکمت کہا گیا ہے۔

ان دو پچھلی آیتوں میں عطا شدہ کتاب کو ذکر کرنے کے بعد حکمت کا عطا ہونا بیان ہوا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کتاب کے علاوہ اُنکو حکمت یعنے وہ دانائی دین کی باتیں - جو انبیاء کے دل میں ڈالی جاتی تھیں - اور وہ اُنکی احادیث کہلاتی تھیں - جیسا کہ اسلام میں آنحضرت صلعم کی ایسی باتیں احادیث کہلاتی ہیں - اِن چار آیتوں میں سے پہلی دو آیت تو کتاب اللہ کا ذکر و نشان تک نہیں ہے - لہذا ان آیات میں حکمت سے کتاب اللہ مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً آیت دوم میں جس میں حکمت کا عطا ہونا لقمان حکیم کی نسبت بیان ہوا ہے - جنکا نبی ہونا اور اُنکو کتاب عطا ہونا نہ کسی دلیل خارجی سے ثابت ہے اور نہ بالاتفاق مسلم ہے - رہی پچھلی دو آیتیں سو اُنمیں اگرچہ حکمت سے پہلی کتاب کا ذکر ہوا ہے - مگر چونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہر عرب و عجم و عقلا ہے - التاسیس خیر من التاکید - یعنے متعدد الفاظ کلام سے ایک نئے معنے پیدا کرنا اس سے بہتر ہے - کہ ایک نئے لفظ کو پچھلے لفظ کی تاکید بنایا جاوے - لہذا بحکم اس قاعدہ کے پچھلی دو آیتوں میں بھی معنے لفظ حکمت کتاب سے جداگانہ [illegible] ہی مراد [illegible] چکڑالوی [illegible] وہ اس قاعدہ سے واقف نہیں ہے - اسیوجہ سے وہ کتاب کے بعد لفظ حکمت وارد شدہ کو عطف صفت بر صفت قرار دیتا ہے اور اس حکمت سے وہی کتاب اللہ ہی مراد سمجھتا ہے - عطف صفت بر صفت وہاں تجویز و تسلیم کیا جاتا ہے - جہاں کوئی نیا مصداق لفظ پیدا نہ ہوسکے - اس محاورہ اور قاعدہ کی رو سے اس آیت میں جسمیں آنحضرت صلعم کو کتاب کے بعد حکمت کا عطا ہونا وارد ہے - حکمت سے حدیث نبوی جو وحی خفی آپکے مبارک دل پر نازل ہوئی ہی مراد قرار دیا جائیگا اور حکمت سے کتاب اللہ مراد قرار دینے سے وہ اولے ہوگا -

رہا چکڑالوی کا یہ کہنا کہ دوسری آیت میں حکمت کو ما یتلی یعنے متلو کہا گیا ہے اور حدیث اہلحدیث کے نزدیک بھی متلو نہیں ہوتی - اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث نبوی کے متلو ہونے سے اہلحدیث کو کیا کسی کو بھی انکار نہیں حدیث نبوی ہمیشہ پڑھی جاتی ہے - ازواج مطہرات بھی

آنحضرت صلعم کے اقوال و روایات اور لوگوں کو سنائیں اور بیان کریں یہی اُس کا پڑھنا ہے۔ غیر متلو تو حدیث کی وحی کو کہا جاتا ہے۔ یعنے وحی حدیث جو آنحضرت صلعم کیطرف ہوتی وہ جبرائیل امین خداتعالےٰ کے الفاظ و حروف سے پڑھکر نہ سناتے اور نہ آنحضرت صلعم اُسکے پڑھنے پر قرآن کی حرف حرف دس دس نیکیوں کا اجر و ثواب فرماتے۔ چنانچہ صفحہ ۲۱۵ میں مفصل کہا گیا ہے یہ بات چکڑالوی کی سمجھ میں نہ آوے یا وہ اسکو سمجھ بوجھکر ضد سے اور ہٹ دہرمی سے قبول نکرے تو وہ صرف اس آیت سے جسمیں حکمت کو ما یتلی (متلو) کہا گیا ہے۔ حکمت سے کتاب اللہ مراد ٹھہراوے اور خاص اس آیت کے حکم ذکر و تلاوت کو قرآن ہی سے مخصوص کرے۔ اس آیت سے یہ تو کبھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ جہاں قرآن میں لفظ حکمت وارد ہے۔ وہاں حکمت سے بھی قرآن متلو مراد ہے۔ تلاوت کا جو اس آیت کے متعلق ہے حکم جداگانہ ہے۔ اور حکمت کا جس کا آنحضرت صلعم کو عطا ہونا بیان ہوا ہے۔ جداگانہ حکم ہے۔ اور وہ پیروی ہے۔ لہذا ایک حکم (تلاوت) کے مخصوص بقران ہونے سے دوسرے حکم (پیروی) کا مخصوص بقرآن ہونا لازم نہیں آتا۔ اب ہم اپنے ناظرین [illegible] غالی مقلدوں کو) یہ بتاتے ہیں۔ کہ لفظ حکمت کے جو معنے علماء اسلام بیان کرتے چلے آئے وہی معنے آجتک اور اس سفید ریش ہوجانے کی عمر تک چکڑالوی نے سمجھے اور بڑے زور و شور سے اس معنے کا ثبوت اپنی کتاب تفسیر میں دیا۔ اور ان آیات قرآن کا وہی ترجمہ اس نے کیا جو ہمنے بیان کیا ہے۔ اس تفسیر میں حدیث کو خدا کیطرف سے وحی۔ اور خدا کی طرف سے منزل نازل شدہ بھی اس نے بڑے زور و شور سے بتایا ہوا ہے۔ وہ یہی ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس کا صفحہ ۲۱۳ میں اس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

پس واضح ہو کہ چکڑالوی صاحب بہادر اپنی تفسیر کے صفحہ ۳ میں آنحضرت صلعم کو معنبر (باقی) حکیم حقانی کہکر آپ کی یہ حدیث کہ سورہ فاتحہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے نقل کی ہے۔ پھر اس کے صفحہ ۴ میں کہا ہے۔ پس جو حدیث خواہ قولی یا فعلی یا تقریری رسول اللہ صلعم سے صحیح طور پر ثابت

ہوگی وہ عین بعین بلا چون وچرا قرآن مجید کے الفاظ کا ترجمہ اور اس کی حکمت وتفسیر ہوگی اور ایسی صحیح حدیث کوئی بھی نہ ہوگی جو کسی آیت کا ترجمہ وتفسیر نہو۔ پھر اسکے صفحہ ۳۰ میں آیت وَنزّلنا الکتب تبیاناً لکل شیٔ نقل کرکے کہاہے۔ پس یہاں بھی اول توہم قرآن کے دعوے اور اُسکے دلائل کو دیکھتے ہیں۔ بعدش یہ دیکھینگے کہ مفسر حقانی حکیم ربانی محمد رسول اللہ صلعم کا ارشاد اس بارہ میں کیاہے۔ اور جب خود قرآن کریم اور ربانی حکیم دونوں کا ارشاد معلوم ہو جاوے تو فیصلہ ہو جاتاہے۔

پھر صفحہ ۳۳ آنحضرت صلعم کو مفسر روحانی اور حکیم ربانی کہکر آپ کی ایک حدیث کو قرآن کی تشریح اور تفصیل اور تفسیر کہکر نقل کیاہے۔ پھر اُسکے صفحہ ۳۵ میں نماز میں **آمین** کہنے کا مسئلہ (جسکو اب نماز جدید میں اُڑا دیاہے) بیان کیاہے۔ اور کہاہے۔ کہ اس سورۃ (فاتحہ) کے متعلق ایک اور مسئلہ بیان کرنا رہگیاہے۔ جو بہت ضروری ہے۔ یعنے مسئلہ آمین۔ کیونکہ یہ لفظ قرآن مجید میں موجود نہیں اور رسول اللہ صلعم اس سورت کے بعد اسکو پڑہا کرتے۔ اور اوروں کو پڑہنے کے لئے حکم دیا کرتے۔ جیساکہ بخاری میں روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آیاہے۔ یہ حدیث ابن صحیح بخاری سے نقل کرکے صفحہ ۳۶ میں کہاہے۔ جب آمین قرآن کریم کا لفظ نہیں۔ تو پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کیوں پڑہا کرتے تھے اور اوروں کو کیوں پڑہایا کرتے تھے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اس کے حل سے تمام مشکلات متعلق احادیث حل ہو جاتی ہیں۔ سو مختصر جواب یہ ہے کہ جملہ احادیث صحیحہ نبویہ محض **ترجمہ یا تفسیر یا تفصیل ہوتے ہیں قرآن مجید** کے الفاظ مبارکہ جامعہ کی اور وہ جملہ احادیث حقیقت میں قرآن کے اندر موجود اور اس کے لفظوں کے اندر پڑے ہوئے ہیں یعنے وہ قرآن مجید ہی ہوتے ہیں اگرچہ وہ الفاظ نہیں ہوتے جو قرآن مجید کے ہوتے ہیں اور یہ جملہ احادیث نبویہ تعلیم الہی سے نبی صلعم کو قرآن مجید سے اسی طرح تعلیم فرمائی گئی تہیں۔ جس طرح خود احادیث کا ماخذ یعنے قرآن شریف کی عبارتیں تعلیم فرمائی گئیں تہیں۔ پس جو حدیث صحیح مروی عن النبی صلعم

ہوگی اس کا ماخذ ضرور قرآن مجید کی کوئی آیت ہے۔ نہ کوئی اور ماخذ اور ان احادیث نبویہ کا
نام قرآن شریف میں **حکمت** کے نام سے جابجا مذکور ہے۔ پس آمین بھی قرآن مجید ہی میں سے ہے
اگرچہ یہ لفظ بعینہ قرآن شریف میں موجود نہیں یعنے یہ کہ یہ قرآن شریف کے بعض الفاظ کا یہ ترجمہ
ہے۔ جو تعلیم **وحی*** سے رسول اللہ صلعم نے سیکھا اور اُسپر عمل کیا اور اس آیت میں اُسکو مسنون
ٹھہرایا پھر اُس کے تائید میں یہ ایک آیت نقل کی ہے مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی
اور اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے یعنے ہمارا رسول اپنی طرف سے دین کے بارہ میں فقط وہی
کچھ کہتا ہے۔ جس کے کہنے کے لئے بذریعہ **وحی*** اسکو حکم ہوا ہے۔ پھر اور **آئتین** اور نقل کرکے کہا ہے
خلاصہ ان آیات شریفہ کا یہ ہے کہ رسول اللہ جو حدیث فرمائی ہے وہ محض اللہ تعالی کی تعلیم سے
جو بذریعہ **وحی*** حاصل ہوئی تھی بیان فرمائی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی بات بھی اس دین کے اندر شامل نہیں
کی اور نہ کرسکتے تھے۔ اور نہ ایسا کرنے کے مجاز تھے صفحہ ۳ اور نہ ہی آپکو ایسا کرنے کی مجال تھی وہ اللہ تعالی
کے سچے اور پکے رسول تھے۔ کوئی حدیث مروی عنہ موجود نہیں۔ جبکی تعلیم رسول اللہ صلعم اسی طرح
نہیں ہوئی جس طرح وہ الفاظ قرآن [illegible] ہے کہ آیا ان احادیث
صحیحہ کا ماخذ صرف قرآن کریم ہی ہے یا قرآن کریم کے علاوہ اور کوئی ماخذ سو ہر ایک شخص مومن
مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسبات کا یقین اور اعتقاد رکھے۔ کہ سوائے قرآن شریف کوئی
اور ماخذ احادیث نبویہ کا نہیں ہے۔ صرف قرآن شریف ہی ہر ایک دینی معاملہ کا ماخذ ہے اور
بس اور جملہ احادیث صحیحہ نبویہ۔ **قرآن شریف کا ترجمہ و تفسیر اور تفصیل ہوتی**
ہیں اور قرآن شریف میں اللہ تعالے نے ان احادیث کا نام **حکمت** کے نام سے یاد فرمایا ہے
کما قال اللہ تعالے جل شانہ و عم نوالہ۔ **وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ** پ ۲ رکوع ۱۳ اللہ تعالے نے جو جو احسان اور انعام اور اکرام تمپر کئے ہیں۔
سب کو یاد کرو اور اس بڑی نعمت کو بھی یاد کرو کہ اُس نے تمپر کامل صفات والی کتاب قرآن
شریف اور **الحکمت** یعنے اس کی صحیح صحیح اور پوری سمجھ یعنے **حدیث** شریف نازل فرمائی ہے۔

* یہاں تعلیم آمین کو چکڑالوی نے تعلیم وحی کہا ہے حالانکہ قرآن میں لفظ آمین کا موجود نہ ہونا وہ خود بیان کرچکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چکڑالوی کے سابق اعتقاد میں وحی لفظ قرآن میں محصور و محدود نہیں وحی معنے بھی وحی کہلاتی ہے جسکو اہل اسلام وحی خفی و وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ کیا اب بھی چکڑالوی وحی خفی سے انکار کرے گا۔

تا کہ ان دونوں کے ذریعہ تمکو نصیحت کرے۔

> وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ پ ۳ ع ۱۵

یعنے اے بنی لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جبکہ اللہ تعالےٰ نے تمام رسولوں سے عہد لیا تھا کہ کہ ہم تم کو اپنی عظیم الشان اور عالیقدر کتابیں بھی کچھ کچھ دیتے رہینگے۔ اسکے سوائے پوری سمجھ ساتھ ساتھ دیوینگے۔ تم سب کے بعد ختم الرسل محمد رسول اللہ صلعم آوینگے اور جو کچھ تم کو دیا جاویگا۔ ان سب کی تصدیق کرینگے۔ تو دیکھو تم سے یعنے تمہاری امتوں نے اپر ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور اُنکا ساتھ دینا۔ اور ہر طرح مال و جان سے اس کی مدد کرنا۔

> فقد اٰتينا اٰل ابراهيم الكتاب والحكمة واٰتيناهم ملكا عظيما پ ۵ ع ۵

کتاب آسمانی اور اسکے سمجھ عطا کرنے کا دستور کچھ نیا نہیں۔ یعنے خاندان ابراہیم علیہ السلام کو آسمانی کتاب بھی دی اور اس کتاب کی سمجھ بھی اور ہمنے اسکو بڑی بھاری بادشاہی بھی دی۔

> وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ پ ۵ ع ۱۴

اور اللہ تعالےٰ نے تجھ پر کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن شریف اور اُسکے ساتھ حکمت یعنے حدیث نازل کی اور تمکو ایسی باتوں کی تعلیم فرمائی کہ جن کا ادراک بلا تعلیم عملی تجکو نہیں ہو سکتا تھا جب تک جبرائیل ان باتوں کی صورت بنا کر نہ سنا دیتا۔ تب تک تجکو بھی ان باتوں کا کبھی پتہ نہ لگ سکتا تھا اور تجھپر خدا کا بڑا ہی فضل ہے

> كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ الخ پ ۲ ع ۲

اور ہمارے یہ احسان جنکا اوپر ذکر ہوا ہے۔ اسی قسم کے ہیں جیسا ہمنے تمہارے درمیان تم ہی میں سے عظیم الشان رسول محمد صلعم کو بھیجا ہے جو تمکو ہماری آیات پڑھکر سناتا ہے اور تمکو ہر طرح کے کفر کی آلایش سے پاک کرتا ہے اور کامل صفات صفات والی کتاب یعنے حدیث* شریف تعلیم فرماتا ہے۔ اور تمکو وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم بلا عملی صورت دیکھے کبھی نہ سمجھ سکتے تھے۔

*نوٹ یہاں میاں چکڑالوی حدیث کے ایمان و تسلیم میں ایسے محو و سرشار ہوئے ہیں کہ کتاب سے بھی حدیث مراد بتاتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ پ ۲۸ ع ۱۱

وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھ جاہل عربوں کے درمیان انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول کو بھیجا جو انکو اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھکر سناتا ہے - اور ہر طرح کی ظاہری اور باطنی میل کچیل سے اُنکو پاک کرتا ہے اور کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن مجید اور اس کی حکمت کی حدیث شریف کی اُنکو تعلیم کرتا ہے - اور نبی کی تعلیم سے پہلے پہل یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے - خلاصہ ان آیات متبرکہ طیبہ کا یہ ہے کہ قرآن کریم کے تین حصہ ہیں ایک حصہ تو اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ ہے یعنے الفاظ وعبارت قرآنیہ دوسرا حصہ الحکمۃ ہے یعنے الفاظ وعبارات قرآن شریف کی سمجھ اور اُس کا پورا پورا اور حق مفہوم اور معنے اور تیسرا حصہ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ میں داخل ہے یعنے وہ حصہ جو محض عمل کے متعلق اور اُس کی تعلیم بلا عملی تعلیم کے کما حقہ سمجھ میں نہیں آسکتی - مثلاً نماز کی ہیئات مفروضہ کے اور اگر [illegible] موجود ہیں اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ پھر چکڑالوی نے ص۸ میں بیان کیا ہے - کہ آمین قرآن کی اس دعا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - کا ترجمہ یا خلاصہ ہے اور یہ جتایا ہے کہ لفظ آمین گو قرآن میں نہیں مگر پھر بھی وہ حکم قرآن ہے کیونکہ حدیث میں ہے جو قرآن کی حکمت اور یہ تعلیم وحی قرآن سے ماخوذ ہے - اور اپنی تفسیر کے ص۱۱ میں آیت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی تفسیر میں کہا ہے - ایمان بالغیب کے معنے ہیں اُن جملہ امور کی تصدیق کرنی جو عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ - رب العالمین نے قرآن مجید کی صریح عبارتوں کی حکمت یعنے حدیث شریف میں بیان فرمائی ہیں - جو مفسر حقانی حکیم ربانی رسول اللہ صلعم کی زبانی معلوم ہوئی ہیں - پھر ص۱۱۱ میں کہا ہے کہ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت اور جنت کے کل لوازمات مومن کی موت سے لیکر دیدار خدا تک حدیث میں وارد ہیں - پس ان جملہ امور پر ایمان لانا

متقین کی صفت ہے یعنے یہ کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے یہی معنے ہیں۔ کہ وہ متقین لوگ
ان تمام امور مغیبات پر جو قرآن کریم میں بعبارت یا بدلالۃ النص یعنے حکمت قرآن جو حدیث
کہلاتی ہے۔ ثابت شدہ ہیں صدق دل سے ایمان لاتے ہیں یعنے دل سے تصدیق کرتے
ہیں اور زبان سے اقرار کرتے ہیں چنانچہ مفسر حقانی حکیم ربانی رسول اللہ نے خود یُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَیْبِ کی تفسیر وتفصیل بر وفق مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی فرما دی ہو
جو اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ اسواسطے اب آپکی تفسیر کے سوا باقی جس قدر تفسیریں ہیں وہ قیاسات
او رظنون ہیں پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۲۷۳ میں کہا ہے خلود فی النار جہاں کہیں قرآن میں
مذکور ہوا ہے۔ تو وہاں قرائن حالیہ ومقالیہ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس سخت
سزا کے مستوجب فقط کافرین مشرکین منکرین اسلام ہی ہوتے ہیں اور بس۔ اور بعض
لوگوں کا چند روز جہنم میں رہکر پھر جنت میں داخل ہونا ان تمام آیات سے ثابت ہے۔
جہاں جہنم کے دخول کے ساتھ خلود کی قید نہیں لگائی گئی اور جنکی تفصیل وتفسیر مفسر حقانی
[illegible] تعلیم ربانی سے کہ کچھ لوگ اپنے گناہوں کے بدلے جہنم میں معذب ہونگے
پھر اللہ تعالے انکو اپنے فضل سے جنت میں داخل کریگا۔ کہ انکا نام جہنمیوں ہوگا
بخاری اور مسلم میں اسقدر احادیث اس بارہ میں موجود ہیں جنسے قطعی
اور یقینی ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ کچھ لوگ کیقدر عرصہ جہنم میں رہکر جنت میں داخل
ہو جاینگے۔ پھر اُسکے صفحہ ۲۷۳ میں کہا ہے۔ اور چونکہ رسول اللہ صلعم مفسر حقانی کی زبانی قطعی
طور پر ثابت ہے۔ کہ کسی کسی وقت کچھ مدت کے بعد پھر کچھ لوگ دوزخ میں سے نکالے
جاوینگے اسواسطے۔ الا ما شاء ربك کا ترجمہ الا من شاء ربك کیا گیا ہے تا کہ آیت
اور حدیث یعنے آیت اور اُس کی حکمت کا اتحاد وارتباط وتوافق ظاہر ہو جاے
چکڑالوی نے ان تمام آیات قرآن میں جہاں کہیں لفظ حکمت کتاب اللہ یا آیات
کتاب کے بعد وارد ہے اس سے حدیث شریف کو مراد بتایا ہے۔ اور جابجا آنحضرت صلعم

کو قرآن کے تفصیل کنندہ اور ربانی مفسر اور حدیث کو قرآن کی تفسیر و تفصیل و تبیین قرار دیا ہے اور جن آیات میں حکمت وارد ہے انکا ترجمہ وہی کیا جو ہمنے اور عام مسلمانوں نے کیا اور حدیث نبوی کو خدا کیطرف سے وحی اور خدا کی طرف سے نازل شدہ قرار دیا ہے۔ اب اس کا حدیث کے حکمت اور تفسیر قرآن اور آنحضرت صلعم کے مفسر قرآن ہونے سے انکار کرنا۔ اور حدیث کے وحی اور منزل من اللہ ہونے سے انکار کرنا عقل و انصاف و شرم وحیا کے رو سے کیونکر جایز اور لایق اور قبول و سماعت ہے۔

اسکے جواب میں شاید یہ کہے کہ میری یہ عبارات و اعترافات اسوقت کے ہیں جبکہ میں حدیث نبوی کا قائل تہا۔ اب تو میں حدیث نبوی کا منکر ہو گیا ہوں۔ اب میری پرانی تصنیفات تفسیر وغیرہ جس میں حدیث نبوی کو حکمت تسلیم کیا ہوا ہے یا اُن سے بطور استدلال تمسک کیا گیا ہے میرے نزدیک مردود مطرود ہیں۔ لہذا ان عبارات و تصنیفات کو میرے روبرو اور مقابلہ کے لئے پیش کرنا مناسب نہیں۔

اس کا جواب [illegible] اگر تیری تفسیر وغیرہ تصانیف جن میں احادیث نبوی کو حکمت تسلیم کیا گیا ہے۔ یا اُنسے استدلال واقع ہوا ہے اب تیرے نزدیک مردود و مطرود ہیں۔ تو پہر ان کتابوں کو تو جلا کیوں نہیں دیتا۔ اور اُنکے مطرود و مردود ہونیکا اشتہار کیوں نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے برعکس اسی رسالہ اشاعۃ القرآن کے صفحہ ۳ و ۱۲ میں ان کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور تیرے ایک خلیفہ نے رسالہ نماز کے پہلے ورق میں ان کتابوں کی قیمت کا اشتہار دیا ہے۔ اس صورت میں تو ان کتابوں کا بیچنا اور اس کا دام کہانا۔ ایسا ہے جیسے نجاست کا بیچنا اور دام کہانا۔ پہر جب تو ان کتابوں کو جلا دیگا یا اُنکے جلا دینے کے لایق ہونے کا اشتہار دے گا۔ اُسوقت ہم تیرے اس سوال کا جواب اور دینگے۔ بالفعل وہ جواب ریزرو (محفوظ) رکہا جاتا ہے۔ اور جبتک تو ان کتابوں کو جلا دی اور اُن کی بے اعتباری کا اشتہار

نہ دے تب تک بھی الزام قایم ہوتا رہے گا۔ تو مانے خواہ نہ مانے اہل اسلام تو جان لینگے
کہ جن باتوں سے تو اب انکار کرتا ہے یہ ایسی باتیں ہیں کہ اس عمر تک تو بھی اہل اسلام
کی طرح ان باتوں کا قائل رہا تھا۔ اور یہی ان باتوں کے نقل کرنے سے اصلی مقصود
ہے۔ شاید کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ایک بات کی غلط ہونے سے ساری کتاب
تو لایق رد اور جلا دینے کے نہیں ہو جاتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُس کی ان کتابوں
میں حدیث کو حکمت اور تفسیر قرآن ماننا یا اُس سے استدلال کرنا ایک بات اور ایک
چھوٹا سا جزو کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اس کی کتابیں تو سب کی سب اول سے آخر تک
حدیث کی تسلیم و استدلال سے پر ہیں۔ اور اس کا اکثر حصہ اور جزو اعظم حدیث ہی
حدیث ہے۔ پھر جس حالت میں حدیث اسکے نزدیک لایق رد ہے جو کل کتابوں کا
جزو اعظم ہے تو کل کتابیں کیونکر لایق رد اور جلا دینے کے نہ ہونگی۔ اب یا تو ان کتابوں کو
اپنے نئے اعتقاد کے مطابق جلا دے یا حدیث نبوی کو مان لے۔ ان دونوں سے ایک
بات ضرور [illegible] ہوگا تو ان کتابوں کو
مسلم ہی رکھے اور معتبر کہے۔ اور حدیث نبوی کی حکمت و تفسیر قرآن ہونے سے
بھی انکار کرے۔

ازانجملہ تیسری۔ چوتھی۔ پانچویں اور چھٹی آیات جنکو کاتب نے غلطی سے نمبر ۲ لکھا ہے
فتوے میں اس مضمون کی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو۔ جبتک تم رسول
کو اپنا حاکم نہ بناؤگے۔ مسلمان نہو گے۔ جو رسول ہمنے بھیجا ہے۔ وہ اس لئے بھیجا ہے کہ
لوگ خدا کے حکم سے اس کا حکم مان لیں۔ جس نے رسول کا حکم مانا اس نے خدا کا حکم مانا۔
ان آیات کا جواب چکڑالوی نے بڑی بیہودگی اور لغویت اور بے ادبی حضرت رسالت سے
دیا اور کہا ہے کہ پھر تمہارے دو حاکم ٹھہرے ایک خدا دوسرا رسول۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے
ان آیات میں فرمایا ہے۔ حاکم خدا تعالےٰ ہی ہے اور محمد صرف رسول ہے۔ اور تم لوگ

خود ہی کہتے ہو کہ آنحضرت جو کہتے وحی سے کہتے۔ پھر حکومت کہاں رہی محض رسالت ہی
اور رسالت صرف ابلاغ قرآنی میں منحصر ہے۔ لہذا ان آیات کا صحیح ترجمہ ہوا کہ اللہ کی اور
رسالت کی یعنی قرآن کی اطاعت کرو اور قرآن کے سوا جو رسول نے کہا ہے اس کو
خدا تعالے نے منسوخ کر دیا ہے۔ وہ قریبًا ۱۸ باتیں تھیں (جنکو چکڑالوی نے بصفحہ ۴۳
القائے شیطانی کہا ہے) لہذا قرآن کے سوا رسول کی کسی بات کو ماننا طاغوت کی پیروی
کرنا ہے جسکی ممانعت دوسری آیت فمن یکفر بالطاغوت میں وارد ہے۔ اور
طاغوت سے مراد ہر ایک باطل متبوع ہے جسمیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی داخل
ہیں نعوذ باللہ من ذالک کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے ایسا کھلا کفر بکا ہے۔ کہ اسکے کفر ہونے میں کسی مسلمان کو شک
نہو گا۔ آنحضرت کے احکام دین اسلام میں علاوہ از قرآن کو طاغوتی حکم قرار دیا ہے۔ اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان احکام کے [illegible] (نقل کفر کفر نباشد) طاغوت
ٹھہرایا ہے۔ یہ کلمہ غیر اسلامی حکومت میں چکڑالوی نے کہا اور شایع کیا ہے اور اگر کسی اسلامی
سلطنت میں یہ کلمہ منہ سے نکالتا۔ تو اُس کا بدلہ فورًا پاتا۔ ہم مسلمان اس ملک میں رہکر
اس کا کیا جواب دیں۔ اس کا جواب خدا تعالےٰ ہی دے۔ یا اگر مسلمانوں میں کچھ حمیت اور
اسلامی عزت ہو تو وہ چکڑالوی پر ہادی دین اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین
کا استغاثہ کر کے جواب عدالت سے دلوائیں۔ موجودہ سلطنت گو اسلامی نہیں ہے۔ مگر
نیوٹرل ہونے کی وجہ سے کسی دین مذہب کی توہین کو پسند نہیں کرتے۔ اور توہین کنندہ
کو سخت سزا دیتے اور واصل جہنم دنیاوی (جیل) کرتی ہے۔ اس توہین کا معاملہ ہم پہلے ہی
خدا تعالےٰ کے اور پھر باغیرت مسلمانان حامیان اسلام کے سپرد کر کے اس مقام میں صرف چکڑالو
کے اس مغالطہ اور دھوکہ کا کہ آنحضرت کے احکام دین کو تم وحی کہتے ہو۔ پھر اونکو حاکم ٹھہرا کر اپنے

دو حاکم بناتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے اعتقاد میں جسکو ہم فتوے میں کھلا ظاہر کر چکے ہیں۔ حقیقی حاکم صرف ایک ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم السلام اس حکومت میں خدا تعالےٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اور جو حکم وہ علاوہ از کتاب اللہ دین میں دے چکے ہیں وہ حکم بھی خدا تعالےٰ کی وحی خفی سے خدا تعالےٰ کی مرضی سے خدا تعالےٰ کے اذن و اجازت سے دے چکے ہیں۔ لہذا حقیقی اور اصلی حاکم صرف اکیلا خدا تعالےٰ ہے اور رسول اللہ صلعم اس حاکم حقیقی کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اور جو حکم وہ دے گئے ہیں وہ بھی درحقیقت خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ جو کچھ بذریعہ وحی جلی (کتاب اللہ) ظاہر ہوا ہے اور جو کچھ بذریعہ وحی خفی (احادیث صحیحہ نبویہ) ظاہر ہوا ہے۔ لہذا اہل اسلام کا آنحضرت صلعم کو حاکم واجب الاتباع کہنا۔ خدا تعالےٰ کو حاکم حقیقی ماننے اور آنحضرت کو رسول ماننے کے مخالف نہیں حاکم ایک حکم ایک پر اس حکم کے ماخذ و مظہر دو ہیں۔ ایک قرآن دوسرا حدیث اس جواب کی مزید توضیح جواب الجواب آیت ۱۳ میں ہوگی (جس پر غلطی سے ۱۴ لگایا گیا ہے اور جو ان آیات کے [illegible] میں [illegible] تحریف سے [illegible] کیا ہے اس کا جواب جواب آیت ۹ کے (جس پر غلطی سے نمبر ۸ لگایا گیا ہے) ضمن میں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

یہاں چکڑالوی کی اصل عبارت کو جس میں اس نے حدیث کی پیروی کو طاغوت کی پیروی ٹھہرا کر گویا آنحضرت کو معاذ اللہ طاغوت بنایا ہے۔ اور آنحضرت کی تعظیم کو شرک قرار دیا ہے جنکی نقل کا وعدہ صفحہ ۲۹ و ۳۰ میں دیا گیا تھا۔ بتاکہ چکڑالوی کے کافر و منکر رسول اور آنحضرت کی توہین کنندہ ہونے میں کسی کو بھی شک و تامل باقی نہ ہے اور فتوے علماء وقت کی تصدیق زیادہ ہو وہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ میں آیات ۳ و ۵ و ۶ میں لفظ رسول اور رسول کی ضمیر مخاطب (ک) کا ترجمہ رسالت سے پھر رسالت کا ترجمہ قرآن سے کر کے لکھتا ہے اس آیت کی آیت ذیل میں مزید تفصیل ہے۔

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ　　ترجمہ جو شخص ہر قسم کے (ناظرین یہ لفظ آنحضرت اور

استمسک بالعروۃ الوثقیٰ (پ ۳ س ۲)	آپ حدیث کو طاغوت میں شامل کرنے کی

غرض سے بڑھایا ہے ورنہ اس لفظ کے بڑھانے کی اسکو ضرورت نہ تھی) طاغوت سے انکار کرے اور کتاب اللہ کے ساتھ ایمان رکھے تو اُس نے ہماری نہایت ہی پختہ رسی کو پنجہ مارا۔ اس آیت میں طاغوت کے مقابلے میں کتاب اللہ پر ایمان لانے کا حکم ہے اور اسلئے "یحکمون" میں طاغوت کے مقابلے میں کتاب اللہ کو حکم بنانے کا فرمان ہے۔ طاغوت سے مراد ہر ایک باطل متبوع ہے ناظرین یہاں بھی لفظ ہر ایک کے کہنے سے چکڑالوی کی غرض آنحضرت اور آپ کی حدیث پر چوٹ کرنا ہے ورنہ یہاں بھی اس لفظ کے بڑھانے کی اسکو کوئی ضرورت نہ تھی اور اس سے پہلے صفحہ ۶۲ میں وہ یہ کفر بکا ہے دین میں محمد کا بھی حکم ہے اور خدا کا بھی یہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کے صریح خلاف ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ (پ ۷ ع ۱۳)	ترجمہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کا ذرہ بھر بھی حکم نہیں بیان کرتا ہے حق کو اور وہی حق و باطل میں خوب تمیز و فیصلہ کرنے والا ہے۔
إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ [illegible]	ترجمہ [illegible] کے سوا کسی کا ذرہ بھر حکم نہیں اور اس نے

یہ حکم دیا ہے کہ خاص اس کے سوائے اور کسی کی تعظیم نہ کرو۔ اس بیہودہ گوئی میں اطاعت حکم کے متعلق جو کچھ چکڑالوی نے کہا ہے اس جواب تو بصفحہ ۳۴ گذر چکا ہے۔ یہاں صرف اس کے اصل کلمات کفر کا نقل و بیان مقصود تھا سو ہو گیا۔ آیت اخیر میں جو اس نے لَا تَعْبُدُوا کا ترجمہ کسی کی تعظیم نہ کرو کیا ہے۔ اس سے اس کا یہی مقصود ہے کہ آنحضرت کی تعظیم جائز نہیں کیونکہ اس آیت کو اُس نے اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کہ کیا دین میں محمد کا حکم بھی اور خدا کا بھی۔ اسی واسطے وہ آنحضرت کا نام تعظیم سے نہیں لیتا اور اسکے ساتھ لفظ صلوٰہ سلام نہیں ملاتا۔

اس مقام میں اس ترجمے کا غلط اور کفر ہونا ظاہر کیا جاتا ہے۔ لَا تَعْبُدُوا کا

صحیح ترجمہ عبادت نہ کرو ہے نہ یہ کہ تعظیم نہ کرو لا تعبدوا کا مصدر جس سے یہ لفظ نکلا ہے عبادت ہے اور عبادت کے معنے اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے معبود کے سامنے اس قدر ذلت کا اظہار کریں جو کسی ہم جنس مخلوق کے سامنے ظاہر نہ کیجاتی ہو اور اس کی عظمت ایسی دل میں رکھیں جو کسی مخلوق کی نسبت دل میں نہ ہو اور اس عظمت کے اظہار ایسے افعال سے عمل میں لائیں جو مخلوق کے لئے عمل میں نہ آتے ہوں جیسے رکوع و سجود وغیرہ مطلق تعظیم تکریم و ادب و عزت جو چھوٹا مخلوق بڑی مخلوق کی نسبت کرے عبادت نہیں کہلاتی اور قرآن میں غیر اللہ کیلئے اسکی ممانعت نہیں آئی بلکہ اس تعظیم و تکریم کی تو قرآن میں صاف اجازت بلکہ تاکید آچکی ہے اور ایسی تعظیم و تکریم تو اللہ تعالے نے باوجود خالق اور سب بڑوں سے بڑا ہونے کے اپنی پیاری اور معزز مخلوق (انبیاء و ملائکہ) کی کی ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (سورہ فتح ع)	اے نبی ہمنے تجھکو شاہد بناکر اور بشارت دینے اور ڈر سنانے والا بھیجا ہے تا کہ (اے مومنو) خدا تعالے و رسول پر ایمان لاؤ۔

اور اس رسول کی عزت و توقیر کرو۔

شاید چکڑالوی اس میں یہ کہے۔ کہ ضمیر تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ خدا تعالے کیطرف راجع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے کا بھی اس سے پہلے ذکر ہے جیسا کہ رسول اللہ ذکر ہے لہذا ہم ایک اور آیت پیش کرتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ کا پہلے ذکر نہیں وہ آیت یہ ہے جو بالفاظہا بصفحہ ۳ منقول ہوگی اس کے اخیر میں ارشاد ہے جو لوگ اس رسول پر ایمان لائے اور اونہوں نے آپ کی عزت کی اور ان کی مدد کی وہی نجات پانے والے ہیں

یہ آنحضرت کی تعظیم و تکریم کے حکم متضمن آیات ہیں۔ اب خدا کے اس فعل تکریم کا بیان سنو۔ قرآن میں جہاں کہیں حضرت سے خطاب ہوا ہے وہاں یا ایھا الرسول یا ایھا النبی فرمایا گیا ہے کہیں بھی یا محمد یا احمد نہیں کہا گیا یہ آنحضرت کی تعظیم و تکریم نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے

الیٰ آخرہ

۵۴

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ	یہ قرآن عزت والے رسول کا قول ہے یعنے اُس کے منہ سے بالہام الہی نکلا ہے یہ کسی

شاعر کا قول نہیں۔ شاید چکڑالوی دشمن رسول کریم یہ کہے۔ کہ یہ قول جبرئیل کے حق میں ہے۔ اسکے جواب میں کہا جائیگا۔ کہ جبرائیل بھی ایک مخلوق ہے اس سے بھی خدا تعالیٰ کا ایک مخلوق کی تعظیم کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے۔ مومنو تمہارے پاس تم میں سے ایسا رسول آیا ہے جسکو تمہارا رنج و گناہ ناگوار ہے اور وہ تمہاری بھلائی کا حرص کرنیوالا اور مومنوں کے حق میں نہایت نرم دل نہایت مہربان ہے اس آیت میں خدا تعالے

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ پ۱۱ ع ۵	نے آپکی تکریم حد کمال کو پہنچاوی کہ اپنی دو صفتوں (۱) رؤف (۲) رحیم کے ساتھ آپ کی تعریف کی۔ یہ دو صفتیں اللہ تعالے میں حقیقی اور اصلی معنے سے

موجود ہیں آنحضرت میں انکا وجود ظلی طور پر ہے۔ اس سے بڑھکر کسی کی عزت کیا ہوگی خالق نے آنحضرت کی یہ عزت کی ہے تو اوس مخلوق پر جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔ کیوں یہ عزت [illegible] دیا ہو۔ ایک آیت میں ارشاد ہے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا جسکے معنے تفاسیر میں یہ لکھے ہیں کہ آنحضرت کو یا محمد کہکر نہ پکارا کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا کرو۔

از انجملہ ساتوین اور آٹھوین آیت فتوی میں اس مضمون کی ہیں کہ ہر ایک رسول اپنی قوم کے زبان کے ساتھ رسول ہو کر اسواسطے آیا ہے۔ کہ وہ ان کے آگے کتاب کا مطلب بیان کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسیواسطے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کے آگے احکام الہی قرآنی کی جو حرف لغت سے سمجھ میں آتے ہے تفصیل و تفسیر کریں ان آیات کے جواب کا چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۸ و ۴۹ پر جواب دیا ہے اور ان صفحات میں یہ کہا ہے کہ یبین و لیبین کے (جو ان آیات میں ہیں) معنی صرف ظاہر و آشکارا کرنے کے ہیں شرح و تفصیل کرنے کے نہیں دیکھو منتہی الارب وغیرہ۔ پھر کہا ہے۔ مولویصاحب

اور اُن کے ہمراہی قیامت تک کوئی ایسی آیت پیش نہ کرسکینگے جس میں پیغمبر صاحب کی نسبت قرآن شریف کی تفصیل کرنے کا لفظ ہو۔ آپ کی نسبت صرف قرآن مجید کے بیان و تبلیغ و تعلیم وغیرہ اس قسم کے الفاظ آئے ہیں۔

الجواب

جن الفاظ کو چکڑالوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن مجید میں مستعمل اور وارد شدہ تسلیم کرتا ہے۔ اِن ہی الفاظ کے معنے لغت عرب میں تفصیل و تشریح و توضیح کے آگئے ہیں اور اُسپر وہی کتب لغت شاہد و ناطق ہیں جنکا چکڑالوی نے حوالہ دیا ہے اور اسی لغت و محاورہ کی نظر سے عامہ مفسرین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا مفسر و تفصیل کنندہ قرار دیا ہے اور مفسرین کو چکڑالوی نہ ملنے اس کی تفسیر میں ان الفاظ قرآن اور اِن آیات کے یہی معنے اور آنحضرت کا یہی خطاب مفسر وغیرہ جابجا بیان ہوا ہے۔ ازانجملہ ایک لفظ یُعَلِّمُ ہے دوسرا لفظ یبین۔ لفظ یعلّم سے آنحضرت کا مفسر حقانی قرآن [illegible] ہے۔ رہا لفظ یبیّن جو آیات زیر بحث میں آنحضرت و دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت وارد و موجود ہے۔ اسپر یہاں بحث کیجاتی ہے۔ قاموس میں ہے۔ بان بیانا اتضح فھو بین و بلینۃ و ابنتہ و استبنتہ او ضحتہ و عرفتہ۔ اس عبارت میں بیان کے معنے توضیح کے کئے گئے ہیں جو تفصیل و تفسیر کے ہم معنی ہیں۔ اور منتہی الارب صـ۲۳ میں ہے بیان فصاحت و زبان آوری۔ البیان ما تبین بہ الشئ من الدلالۃ وغیرہ یعنے بیان وہ ہے جس سے ایک چیز کھل جاوے اس کی دلالت سے یعنے اسکے الفاظ کے معانی و مفہوم سمجھے جاتے ہیں۔ یہ دلالت کا لفظ دو چیزوں کو چاہتا ہے ایک دال یعنے لفظ کو دوسرا اس کا مدلول یعنے معنی اور معنی کا واضح کرنا یہی تبیین ہے یہی تفسیر یہی تفصیل ہے۔ لطیفہ یہ وہ کتاب منتہی الارب ہے۔ جس کا حوالہ چکڑالوی نے دیا تھا اس سے کھلے الفاظ

* دیکھو صـ۳۲۵ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۱۳ و ۳۱۳ وغیرہ

میں نکل آیا کہ بیان وہ ہے جس سے ایک لفظ کے معنی و مفہوم و مدلول کھل جائے جب چکڑالوی کی مسلمہ کتب لغت سے بیان کے معنی ثابت ہو گئے تو اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی شرح و تفصیل کرنے کا منصب عطا ہونا بہ نص قرآن ثابت ہوا اور قیامت سے پہلے پہلے ابھی اور وم نقد قرآن مجید سے ثبوت ملگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کی تفصیل کرنے والے ہیں اور قرآن کا بذات خود مفصل ہونا اس معنی سے ہے۔ کہ آنحضرت نے بھی قرآن کے بعض احکام مطالب کی تفصیل کردی ہے۔

اب ہم اسباب میں مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں پھر خود چکڑالوی کی تفسیر کو پیش کرینگے۔

تفسیر جلالین میں ہے۔ یبین کے معنے یہ بیان کئے تاکہ وہ رسول ان کو سمجھا دے

لیبین لهم لیفهمهم ما اتی به جلالین ص۲۰۲

جو وہ خود خدا کی طرف سے لایا یعنے قرآن وغیرہ کتب

ایسا ہی معالم التنزیل بصفحہ ۲۸۶ لکھا ہے اور تفسیر فتح البیان میں لیبین کے معنے

لیبین لهم ای یوضح لهم ما امر الله من الشریعة التی شرعها لهم فتح البیان ص۲۰۶ جلد ۵

واضح کرنے کے لکھے ہیں اور کہا ہے۔ کہ لفظ سے یہ مراد ہے کہ انکو تمام شریعت کی توضیح و تشریح کردی جو ان کے واسطے مقرر کی تھی

اور جس آیت میں خود قرآن مجید کو تبیان کہا گیا ہے اس کی تفسیر میں فتح البیان میں کہا ہے

ومعنی کونه تبیانا لکل شئ ان فیه البیان البلیغ لکثیر من الاحکام والاحالة فیما بقی منها علی السنة وامرهم باتباع رسول صلی الله علیه وسلم فیما یاتی به من الاحکام وطاعته کما فی الایات القرانیة الدالة علی ذلك وقد صح عنه صلی الله علیه وسلم انه قال اوتیت القران ومثله معه قال الکرخی

قرآن کی ہر چیز کے لئے تبیان ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس میں بہت سے احکام کا بیان ہے اور باقی ماندہ احکام کا سنت نبوی (حدیث) پر حوالہ اور یہ حکم ہے۔ کہ ان احکام میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ میں ارشاد ہے اور آنحضرت صلعم سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے

اما بتبیینہ فی نفسہ لکتاب بلحالتہ علی السنۃ لقولہ تعالیٰ وما اتاکم الرسول فخذ وہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ فاندفع ما قیل کیف قال اللہ ذلک ونحن نجد کثیرا من احکام الشریعۃ لم یعلم من القرآن کعدد رکعات الصلوۃ ومدۃ المسح والحیض ومقدار حد الشرب ونصاب السرقۃ وغیر ذلک (فتح البیان ص۲۲ جلد ۲)

قرآن بھی عطا ہوا ہے اور اس کی مثل بھی۔ یعنی حدیث بھی عطا ہوئی ہے۔ کرخی نے اس آیت (زیر بحث) کے یہی معنے کیے ہیں کہ احکام یا تو خود قرآن میں بیان ہوئے ہیں یا قرآن نے باقی کا حوالہ سنت پر کر دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے رسول جو تم کو دے لے لو۔ اس تقریر سے وہ سوال دفع ہوا کہ خدا نے یہ بات کیونکر کہدی حالانکہ بہت سے احکام شریعت ہم قرآن میں نہیں پاتے جیسے رکعات نماز کی تعداد اور مسح موزہ کی مدت اور ایام حیض کی میعاد اور شراب کی حد (۸۰) اور چوری کی مقدار جس پر سزا ہوتی ہے۔ اور جلالین کے حاشیہ میں خطیب سے نقل

قولہ تبیانا لکل شیٔ لم یضرها فی بعض الایات من الخفاء فی کونہ تبیانا۔ فان المبالغۃ فی الکمیۃ دون الکیفیۃ من الروح ۔۔۔ ان قیل کیف کان القران تبیانا لکل شیٔ۔ اجیب بان المعنی من کل شیٔ من امور الدین حیث کان نصا علی بعضها واحالۃ علی السنۃ بعضها حیث امر فیہ باتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطاعتہ وقد قال قتادۃ وما ینطق عن الھوی وحثا علی قولہ تعالیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین وقد رضی رسول اللہ لامتہ اتباع الصحابۃ والاقتداء

کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے بعض چیزوں کے مخفی ہونے کے مخالف نہیں ہے۔ یہاں مبالغہ کرنے کل کا لفظ کہنے سے مقدار اشیا مراد ہے (یعنی لفظ کل سے اکثر مراد ہے) نہ کیفیت بیان۔ جیسے روح کہ اسکی کیفیت بیان نہیں ہوئی۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے۔ کہ قرآن کل چیزوں کا بیان کیونکر ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کل سے وہ چیزیں مراد ہیں جو ضروریات دین سے ہیں از انجملہ بعض تو قرآن میں کھولکر بیان ہوئی ہیں اور بعض کے بیان کا حدیث پر